ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

سنیلا ارشد ❁
ڈاکٹر صدف نقوی ❁❁
ڈاکٹر شیر علی ❁❁❁

بابا گرو نانک کے کلام کے اردو تراجم

Urdu translation of Baba Guru Nanak's Poetry

By *Suneela Arshad, MPhil. Scholar, Dept. of Urdu, Govt. College Women University, Faisalabad.*
Dr. Sadaf Naqvi, Chairperson, Dept. of Urdu, Govt. College Women University, Faisalabad.
Dr. Sher Ali, Chairman, Dept. of Urdu, Al Hamad University Islamabad.

ABSTRACT

Baba Guru Nanak, the pioneer of monotheism, equality and brotherhood, was born in a middle-class Hindu family of Punjab, about five centuries ago, i.e. 1526 A.D. according to Bikram, 1469 A.D. His father's name was Baba Kalyan Chand alias Mah. He was three years old. His mother's name was Tripta Bibi. People recited Guru Nanak's poetry *Jip Ji* in the early morning in Sikhism. It is a word whose every syllable is a message of humanity, brotherhood, negation of caste community, as well as complete peace. Baba Guru Nanak founded Sikhism in the late fifteenth century. Baba Guru Nanak was an influential spiritual figure who taught not only spiritual but Ibid social, religious, equality, brotherly love and peace in his teachings, which is reflected in his words Jap Ji in the holy religious book of Sikhism. Many scholars have translated the Baba Guru Nanak's poetry in Urdu. This article is about analysis

❁ ایم فل اسکالر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونی ورسٹی، فیصل آباد
❁❁ صدر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونی ورسٹی، فیصل آباد
❁❁❁ صدر، شعبۂ اردو، الحمد یونی ورسٹی، اسلام آباد

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

of translation of Baba Guru Nanak's Poetry.

Keywords: Translation, Poetry, Baba Guru Nanak, Sikhism, Spiritual, Religious

توحید، مساوات، بھائی چارے کے علمبردار بابا گورو نانک آج سے تقریباً پانچ صدیاں قبل یعنی ۱۵۲۶ء بکرمی (مطابق ۱۴۶۹ء) پنجاب کے ایک متوسط طبقے کے ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام بابا کلیان چند عرف مہتہ کالو تھا۔ ان کی والدہ کا نام ترپتا بی بی تھا۔

گورو نانک جی نے بہت سا کلام لکھا۔ ان کے کلام میں ''جپ جی'' وہ کلام ہے جسے سکھ مذہب کے لوگ صبح کے سہانے وقت پڑھتے ہیں۔ جپ جی کے آغاز میں مول منتر ہے۔ پھر ۳۸ پوڑیاں اور آخر میں سلوک دیا گیا ہے۔ یہ ایسا کلام ہے جس کا ایک ایک حرف انسانیت، بھائی چارے، ذات برادری کی نفی، کے ساتھ ساتھ مکمل امن کا پیغام ہے۔

سکھ دھرم کی بنیاد بابا گورو نانک نے پندرہویں صدی کے آخر میں رکھی۔ بابا گورو نانک روحانیت پر مبنی پُراثر شخصیت تھے جنھوں نے اپنی تعلیمات میں نہ صرف روحانی بلکہ معاشرتی، مذہبی، مساوات، برادرانہ محبت اور امن کا درس دیا، جو سکھ مت کی مقدس مذہبی کتاب ''گورو گرنتھ صاحب'' میں ان کے کلام جپ جی صاحب، آسا دی وار، سدھ گوسٹ دکھنی اوا اور انکار آدی کی صورت میں موجود ہے۔

''سدھ گوسٹ'' مشہور روحانی بین المذاہب مکالمہ ہے۔ گورو نانک اور ہندو سدھاؤں کے مابین ہے یہ ۱۶۰۴ء میں شائع ہوا۔ گورو نانک کے کلام جس کی اصل زبان گرمکھی ہے اسے دنیا میں عظیم روحانی کلام کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ جو مکمل امن کا پیغام ہے۔ گورو نانک کے ۹۰۷ بھجن گورو گرنتھ میں شامل ہیں۔

بابا گورو نانک ان شخصیات میں سے تھے جن کی عظمت کا اعتراف ان کی زندگی میں ہی شروع ہو گیا تھا اور لوگ ان کی شخصیت سے متاثر ہونے لگے۔ ان کے کلام کے اردو سمیت دیگر زبانوں میں تراجم کیے گئے۔ سردار گنڈا سنگھ نے کلام بابا گورو نانک کا پہلا اُردو ترجمہ کیا ہے۔

سردار گنڈا سنگھ مشرقی صاحب اپنے دور کے اُردو، پنجابی و عربی کے ممتاز اسکالر اور شاعر تھے۔ تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ انیسویں صدی کے رہنماؤں میں اہم مقام پایا۔ مشرقی صاحب نے ۲۶ سال کی عمر میں گورو نانک دیو جی مہاراج کی جنم ساکھی تصنیف کی۔ ان کے مفصل دیباچے کے علاوہ ''بارہ ماہا'' گورو نانک دیو جی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اور گرو گو بند سنگھ کی تعریف میں ایک طویل نظم لکھی۔ اس کے ساتھ شہر روپڑ کی تعریف میں ایک نظم لکھی تھی۔ اس کتاب کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ گورونا نک دیو جی کی جنم ساکھی تاریخی لحاظ سے بے حد اہم ہے۔کلونت سنگھ دیوانِ مشرقی میں لکھتے ہیں:

۱۸۸۵ء میں لندن میں منعقدہ ملکہ وکٹوریہ جوبلی تقاریب کے موقع پر نیشنل انتھم (قومی ترانہ) کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا جو اصل نظم کے مطابق ترجمہ بھی قطعہ بند میں تھا۔ مقابلے میں مشرقی صاحب کے منظوم ترجمے نے پانچ سو (۵۰۰) روپے کا پہلا انعام حاصل کیا جو اس زمانے کے لحاظ سے اہمیت رکھتا تھا۔(۱)

سردار گنڈا سنگھ سچے قوم پرست تھے۔ انھوں نے بھارت کو برطانوی سرکار کی غلامی سے نجات دلانے میں اہم کردار ادا کیا اور جوانانِ ہند میں اپنے فکر وفن کی بدولت بیداری پیدا کی۔تحریک آزادی میں مشرقی صاحب نے اس وقت حصہ لیا۔ جب ملک کے حالات بے حد خراب تھے۔ انگریزوں نے تحریر وتقریر پر سخت پابندیاں لگا رکھی تھیں۔ یہاں تک کہ اخباروں کی آزادی چھین لی گئی تھی۔ ان تمام سختیوں کے باوجود مشرقی صاحب اخباروں میں آرٹیکل لکھتے جوانوں کی ہمت بڑھاتے رہے۔

ترجمے کا فن انتہائی مشکل کام ہے۔ خاص طور پر جب ایک مذہبی کتاب کو اس کی تمام جزئیات کے ساتھ دوسری زبان میں منتقل کرنا ہو۔

ترجمے کا فن دو زبانوں، دو تہذیبوں بلکہ دو قوموں کے درمیان پل کا کام کرتا ہے۔ ترجمے کا اصل مقصد معلومات کی ترسیل ہے۔ ترجمہ ایک مشکل فن ہے۔ ترجمہ کو ممکن بنانے کے لیے بامروّت ہونا پڑتا ہے۔ ایک کامیاب ترجمہ وہی ہوتا ہے جو اصل کہ قریب ہو۔ مذہبی اور فلسفیانہ اصطلاحات سے بھرپور کتاب کا ترجمہ کرنا دقیق عمل ہے۔

سردار گنڈا سنگھ مشرقی کی ''جپ جی'' کے تراجم کی کوشش سامنے آئی تو اس ترجمے کو بہت سراہا گیا۔ مشرقی صاحب کے ترجمے کی حیثیت چراغ راہ کی ہے۔ جس نے ''جپ جی'' کو اردو ادب کے لوگوں کے لیے سمجھنا آسان کر دیا۔ ان کی تصنیفات میں ''ترجمہ جپ جی صاحب'' اور ''مرقعہ خیالات'' اہم ہیں۔

جپ جی صاحب گورونا نک دیو جی مہاراج کا الٰہی و الہامی کلام ہے۔ مشرقی صاحب کے اس ترجمے کی بدولت گورونا نک صاحب کا فلسفہ سمجھنا اُردو زبان کے قارئین کے لیے آسان ہوا۔ کلونت سنگھ لکھتے ہیں:

یہ ترجمہ سب سے جامع اور اولین ترجمہ ہے۔ جس میں ہر ایک شبد کی تفصیل سے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

تشریح و وضاحت کی گئی ہے۔(۲)

ترجمہ ایک دقیق عمل ہے۔ اس کی بڑی خامی یہ ہے کہ یہ اصل متن سے پوری طرح انصاف نہیں کرسکتا۔ ترجمے کے لیے کوئی حتمی قواعد وضوابط متعین نہیں کیے جا سکتے لیکن ترجمے میں خیالات کی ترتیب اصل کے مطابق ہونی چاہیے۔

کسی بھی عملی کتاب کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک زبان کی صرف ونحو سے متعلق اور دوسرا مصطلحات کا علم ہوتا ہے۔ زبان کو عام فہم بنانے کے لیے مترجم ترجمے کی تشکیل جدید کرسکتا ہے۔ مگر اصطلاح سازی کے سلسلے میں مترجم پابند ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں علمی کلچر کی تشکیل کے لیے مترجم چار باتوں کا خیال رکھتا ہے۔

۱۔ اُردو زبان کی اصل

۲۔ لفظ ومعنی

۳۔ وقیع اصطلاحات کی صلاحیت

۴۔ مترادفات ومرادفات کا شعور(۳)

گنڈا سنگھ مشرقی نے جو ''جپ جی'' کا اُردو ترجمہ کیا ہے وہ ''جپ جی'' کے اولین ترجموں میں بے حد اہمیت کا حامل ہے۔

اصل متن دیکھیے:

اونکار سِت نام کرتا پرکھ نربھوز ویر
اکال مُورت اجونی سے بھنگ گُر پَرسَاد(۴)

گنڈا سنگھ کا ترجمہ دیکھیے:

واحد مطلق، مظہر، صفات ثلثہ اس کا نام حق ہے۔ خالق کل ہے۔ خوف سے پاک ہے۔ عداوت سے پاک ہے۔ موت سے پاک ہے۔ پیدا ہونے اور جون میں آنے سے پاک ہے۔ قائم بالذات ہے۔ مرشد حقیقی ہے۔ مہربان ہے۔(۵)

پہلی پوڑی کا شعر دیکھیے:

سوچے سوچ نہ ہووئی جے سوچی لکھ وار
چپے چپ نہ ہووئی جے لائے رِہا لِوتار(۶)

گنڈا سنگھ کا ترجمہ دیکھیے:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

فکر کرنے سے اس کا فکر نہیں ہوسکتا چاہے لاکھ دفعہ فکر کریں۔ خاموش ہونے سے
خاموش نہیں ہو سکتے خواہ متفکر متواتر رہیں۔(۷)

گنڈا سنگھ نے لفظ ''سوچ'' کا ترجمہ ''فکر'' کیا ہے۔ جو اردو لغت کے لحاظ سے سادہ اور عام فہم ہے۔ ہر متن لفظوں اور افعال پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کی معنویت کو مناسب زبان میں ترجمہ کرنا ہی مترجم کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

دوسری پوڑی کا شعر دیکھیے:

حُکمی اُتم نیچ حکم لِکھ دُکھ سُکھ پائی اِہ
اکنا حکمی بخسیس اِک حُکمی سدا بھوائی اِہ(۸)

گنڈا سنگھ کا ترجمہ دیکھیے:

حکم ہی سے نیک و بد ہوتے ہیں اور حکم ہی کے لکھنے کے بموجب رنج و راحت
پاتے ہیں۔ ایک حکم سے بخشے جاتے ہیں اور ایک حکم سے ہمیشہ سرگردان رہتے
ہیں۔(۹)

تیسری پوڑی کا شعر دیکھیے:

گاوَے کو تان ہووَے کِسَے تانُ
گاوَے کو دات جانے نیسانُ(۱۰)

ترجمہ از گنڈا سنگھ:

اس کی طاقت کو کون بیان کرسکتا ہے اور کس میں طاقت ہے۔ کون اس کے جود و
احسان کا بیان کرسکتا ہے اور کون اس کے نشانوں کو جان سکتا ہے۔(۱۱)

ترجمہ میں ''جود'' لفظ استعمال کیا گیا ہے جو عربی زبان کا لفظ ہے۔ ریختہ ڈکشنری مطابق ''جود'' کے معنی سخاوت یا فیاضی ہے۔ اس کے علاوہ باقی ترجمہ میں لفظی اعتبار سے رشتوں کا شعور واضح ہے۔

سردار گنڈا سنگھ مشرقی نے ترجمہ کرتے ہوئے اردو، عربی، فارسی زبان سے بیک وقت مدد لی ہے۔ علمی ترجمے کے حوالے سے مذکورہ بالا ترجمے کی زبان معیاری ہے۔ زبان و بیان کے حوالے سے ترجمہ نگاری کا ایک معیار فراہم کرتی ہے۔ دیگر زبانوں کے الفاظ کی وجہ سے اکثر جگہ دقت محسوس ہوئی ہے۔ باوجود اس کے گنڈا سنگھ کا ترجمہ کئی مترجمین سے سادہ اور عام فہم ہے۔

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

فحوائے متن سے مراد اصل متن سے مطابقت کے ہیں کہ ترجمہ کس حد تک اصل متن کے قریب ہے۔

''اظہر اللغات'' میں ''فحوا'' سے مراد ہے:

''بات، کلام، سخن، معنی، مطلب، طرز یا ڈھنگ۔''(۱۲)

وہی ترجمہ کامیاب ہوتا ہے جو اصل متن کے قریب ہو۔ ترجمے میں فحوائے متن سے مراد اصل متن کے مطابق ہونا ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی لکھتے ہیں:

کامیاب ترجمہ وہ ہے جو اصل کے مطابق ہو (یا بڑی حد تک اصل کے مطابق ہو) اور خلاقانہ شان رکھتا ہو۔ ظاہر ہے ان دونوں باتوں کو یکجا ہونا تقریباً ناممکن ہے۔(۱۳)

ترجمے کے لیے ایک اور بات بہت اہم ہے۔ وہ یہ ہے اصل متن اور ترجمہ شدہ متن کے عہد کی زبان میں فرق نہیں ہونا چاہیے۔

پہلی پوڑی کا شعر دیکھیے:

کوسچیارا　ہوئیئے　کو　کوڑے　تٹے　پال
حکم　رَجائی　چَلنا　نانک　لکھیا　نالِ(۱۴)

گنڈا سنگھ کا ترجمہ دیکھیے:

کس طور سے صادق بن سکتے ہیں اور کس طریق سے جہل کا پردہ دور ہوسکتا ہے۔
حکم اور رضا میں چلنے سے کہ جو گورونانک جی فرماتے ہیں ساتھ ہی لکھا ہے۔(۱۵)

ترجمہ ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کا نام ہے۔ ایک کامیاب ترجمہ وہی ہوتا ہے جو قاری تک ابلاغ کی حیثیت رکھتا ہو۔ جپ جی مذہبی کلام ہے۔ لہٰذا اس کا ترجمہ کرنا حساس کام تھا۔

مسعود الحق لکھتے ہیں:

اصطلاحات طرز بیان، ادائے مطالب کے اسلوب محاورے، تہذیبی اور ثقافتی فضا وغیرہ۔ ان سب کو ایک زبان سے دوسری زبان میں موثر ابلاغ کے ساتھ منتقل کرنا یقیناً آسان نہیں ہوتا۔ بہت خاک چھاننی پڑتی ہے۔ تب کہیں جا کر گوہرِ مقصود ہاتھ آتا ہے۔(۱۶)

نظیر صدیقی ابلاغ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

دو انسانوں کے درمیان ابلاغ ہمیشہ ایک مسئلہ رہا ہے۔ سادہ سے سادہ الفاظ اور

سہل سے سہل انداز میں بولنے کے باوجود آدمی مکمل طور پر دوسروں کی سمجھ میں نہیں آتا۔[۱۷]

ترجمہ میں ابلاغ بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ابلاغ کے معیار کے حوالے سے گنڈا سنگھ کے ترجمے کی کاوش کو دیکھتے ہیں:

پہلی پوڑی کا شعر دیکھیے:

سوچے سوچ نہ ہووئی جے سوچی لکھ وار
چپے چپ نہ ہووئی جے لائے رہا لِوتار[۱۸]

گنڈا سنگھ کا ترجمہ دیکھیے:

فکر کرنے سے اس کا فکر نہیں ہوسکتا چاہے لاکھ دفعہ فکر کریں۔ خاموش ہونے سے خاموش نہیں ہوسکتے خواہ متفرق متواتر رہیں۔[۱۹]

ترجمے میں ابلاغ کے لحاظ سے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہے۔ ترجمہ عام فہم ہے۔ قاری کو مصنف کے خیالات تک رسائی حاصل کرنے میں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہیں نظر آتا۔ دوسری پوڑی کا شعر دیکھیے:

حکمے اندر سبھ کو باہر حکم نہ کوئے
نانک حکمے جے بجھے تہ ہومے کہے نہ کوئے[۲۰]

گنڈا سنگھ کا ترجمہ دیکھیے:

سب حکم کے اندر ہیں کوئی حکم سے باہر نہیں۔ اگر کوئی اس کے حکم کو پہچانے تو کلمہ خودی زبان پر نہ لائے۔[۲۱]

پہلے مصرعے کا ترجمہ سادہ ہے۔ ترجمے کا مقصد پورا ہو رہا ہے جبکہ دوسرا مصرع ابلاغ کے لحاظ سے مشکل ہے۔ ''تو کلمہ خودی زبان پر نہ لائے'' اس سطر سے اصل متن کو سمجھنا دقیق نظر آ رہا ہے۔

ترجمے کی اس کمزوری کے حوالے سے حسن الدین احمد لکھتے ہیں:

ترجمے کی بنیادی کمزوری یہ ہے کہ اس کے ذریعے فکر اور جذبات کا ابلاغ کماحقہٗ نہیں ہوسکتا۔[۲۲]

گنڈا سنگھ کا ترجمہ فحوائے متن کے لحاظ سے کئی ترجموں سے بہتر ہے۔ ابلاغ بہت معیاری پیش کیا گیا ہے۔ لسانی اعتبار سے کہیں کہیں جگہ لغت کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ عربی، فارسی، سنسکرت زبانوں کے الفاظ کا استعمال ترجمے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

میں دیکھنے کو ملا ہے۔ البتہ مفہوم کے اعتبار سے گنڈا سنگھ مشرقی کا ترجمہ ایک اچھے ترجمے کی اعلیٰ مثال ہے۔

ترجمہ جپ جی صاحب کے حوالے سے ''سندرگٹکا'' سوڈھی تیجا سنگھ کی اہم ترین کاوش ہے۔ سوڈھی تیجا سنگھ ہمیشہ سادہ لباس میں ملبوس رہتے۔ دنیا میں چند لوگ ایسے ہیں جنھوں نے اس قدر کام کیا کہ انھیں ہر ایک نے عزت بخشی۔ تیجا سنگھ پنجاب کی آزادی سے قبل اور بعد میں مذہبی اور ثقافتی لحاظ سے نمایاں رہے۔

''جپ جی'' ایک مذہبی اور فلسفیانہ کتاب ہے اس کتاب کے اُردو تراجم کے سلسلہ میں ''سوڈھی تیجا سنگھ'' کی کاوش بھی بہت اہمیت کی حامل ہے۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق لکھتے ہیں:

> اُردو کے آسان سے آسان لفظوں کی تلاش مترجم کی پابندی ہے۔ ترجمے کا یہ مقصد نہیں ہونا چاہیے کہ ایک ترجمے کے پڑھنے کے لیے کسی کو اور زبان سیکھنی پڑے۔(۲۳)

پہلی پوڑی کا شعر دیکھیے:

سوچے سوچ نہ ہووئی جے سوچی لکھ وار
چپے چپ نہ ہووئی جے لائے رہا لوتار(۲۴)

تیجا سنگھ کا ترجمہ دیکھیے:

> اس سچ کی بیچار کرنے سے اُس کی بیچار نہیں ہوتی۔ خواہ لاکھوں بار اُس کی بیچار کریں یعنی وہ عقل میں آنے والا نہیں۔(۲۵)

مندرجہ بالا ترجمہ ایک معیاری ترجمے کی واضح مثال ہے۔ زبان و بیان کے حوالے سے تیجا سنگھ نے آسان عام فہم الفاظ کے چناؤ سے ترجمے کو بہترین انداز میں پیش کیا ہے۔ سیّد غفران الجیلی ترجمے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ترجمہ کرتے وقت اصل عبارت کو خوب اچھی طرح سمجھ کر اُس کے مفہوم کو اپنی زبان میں اُس کے مزاج اور آہنگ کے مطابق اس طرح سمو کر ایسے پیرایہ بیان میں منتقل کر دے کہ زبان کی سلاست و روانی اور موضوع و مفہوم کے بیان میں کہیں بھی ابہام کا شبہ تک نہ ہو سکے۔(۲۶)

دوسری پوڑی کا شعر دیکھیے:

حکمی ہوون آکار حکم نہ کہیا جائی
حکمی ہوون جئ حکم ملے وڈیائی(۲۷)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

تیجا سنگھ کا ترجمہ دیکھیے:

حکم میں وجود ہوتے ہیں حکم کا بیان نہیں ہوسکتا، حکم میں جیو پیدا ہوتے ہیں۔ حکم میں ہی انھیں عزت ملتی ہے۔(۲۸)

مندرجہ بالا شعر کے ترجمہ میں لفظ ''جیو'' استعمال کیا گیا ہے، جس کا معنی انسان ہے۔ ''جیو'' سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ دوسری زبان کے الفاظ کا استعمال ترجمے کے معیار کو گرا دیتا ہے، اچھے ترجمہ کے لیے موزوں الفاظ کا استعمال ضروری ہے، ایک اچھا مترجم وہی ہوتا ہے۔ جو موقع کے مناسبت سے موزوں ترین الفاظ کا استعمال کرے۔ مترجم کے لیے ضروری ہے کہ اسے جملوں کی ساخت پر عبور ہو۔

مندرجہ بالا متن کے ترجمہ میں جملوں میں ربط توازن نظر آرہا ہے جو اچھے ترجمے کی پہچان ہے مگر اس میں ''لیوے'' لفظ جو کہ پنجابی زبان کا ہے اس سے گریز کرنا چاہیے تھا۔ اس کے علاوہ مترجم نے ترجمہ میں معیاری زبان استعمال کی ہے۔

چوتھی پوڑی کا شعر دیکھیے:

ساچا صاحب ساچ نائے
بھاکھیا بھاؤ اپار(۲۹)

تیجا سنگھ کا ترجمہ دیکھیے:

''وہ سچے نام والا سچا ملک ہے اس کی بولی (بانی) بہت پریم والی ہے۔''(۳۰)

لفظوں کا انتخاب اور اسلوب کا واضح انتخاب نظر آرہا ہے مگر پریم لفظ جو کہ ہندی زبان کا ہے، اس کی جگہ ''پیار'' لفظ استعمال کرنے کو مناسب تھا۔

مترجم کی ذمہ داری ہے کہ وہ باریک و نفیس ابلاغ کے ذریعے سے قاری کے لیے ترجمہ واضح کرے۔ ماہر لسانیات کا دعویٰ ہے کہ ایک زبان میں کئی زبانیں موجود ہوتی ہیں یہ زبانیں مختلف طبقات کے علاوہ مختلف ماحول کی بھی آئینہ دار ہوتی ہیں، ہر انسان کسی الگ ماحول میں پرورش پاتا ہے، اور اس کی زبان سے اس کے ماحول کی ثقافت جھلکتی ہے۔ ایک ناخواندہ شخص اور ایک عالم شخص کی زبان میں فرق ہوگا۔

ترجمے کا فن موضوع کے لحاظ سے زبان کا تقاضا کرتا ہے۔ علمی اور فلسفیانہ مباحث کے لیے علمی اسلوب اختیار کیا جاتا ہے۔

تخلیق ایک چیز ہے اور ترجمہ دوسری چیز ہے اور پھر اس کو دوسرے درجے کا مقام دیا جاتا ہے۔ حالاں کہ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

یہ تخلیق سے زیادہ مشکل کام ہے، کیوں کہ ترجمہ میں مترجم کو اصل مصنف کے تابع ہونا پڑتا ہے اور اسے اصل متن کا ہر قدم پر خیال کرنا پڑتا ہے تب جا کر ہی اصل کے قریب ترجمہ ہو پاتا ہے۔

پروفیسر ظہور الدین لکھتے ہیں:

ترجمے کے مختلف شناختوں یا شخصیتوں کے حامل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ہر متن کئی تفہیماتی سطحیں رکھتا ہے، کسی بھی متن کا نہ ایک مفہوم ہوتا ہے اور نہ تو ایک ترجمہ جسے کلی قرار دیا جائے، اس لیے اس کی مختلف قراتوں کے دوران جو تفہیماتی جہتیں سامنے آئی ہیں۔ ان کا ترجمہ کرنا ضروری ہے۔ بنیادی متن کی تحسین و تفہیم کے لیے ایسا کرنا ضروری ہے۔[۳۱]

فحوائے متن کے حساب سے سوڈھی تیجا سنگھ کا ترجمے کا معیار دیکھتے ہیں۔

پہلی پوڑی کا شعر دیکھیے:

کو سچیارا ہویئے کو کوڑے تٹُے پال
حکم رجائی چلنا نانک لکھیا نال[۳۲]

تیجا سنگھ کا ترجمہ دیکھیے:

کس طرح سچے ہوویں اور جھوٹھ کی دیوار کیسے ٹوٹے۔ یعنی پرماتما کے دربار میں سچے کس طرح ہو سکیں گے اور اس سے پہلے ہمارے من میں جھوٹ (دنیا کی برائیاں) کس طرح دور ہو سکیں گی؟[۳۳]

شعر کے پہلے مصرع کے ترجمہ کو فحوائے متن کے مطابق کیا گیا ہے۔ مترجم نے وضاحتی انداز میں پہلا مصرع بیان کیا ہے، جبکہ دوسرے مصرع میں مترجم نے جو ترجمہ کیا ہے۔ اسے دیکھیں تو عام قاری کو اصل متن کے لحاظ سے دِقت کا سامنا کرنا ہوگا۔

بلال احمد زبیری لکھتے ہیں:

علمی کتابوں کا ترجمہ کرنے والے مترجم پر بڑی سنگین ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ وہ اپنے فکر کو اصل مصنف کے فکری قالب میں ڈال کر ہی اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔[۳۴]

ترجمہ محض خیالات کی منتقلی کا نام نہیں مترجم ترجمے میں مصنف کے خیالات و احساسات کو اسی ترتیب میں

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

منتقل کرے اور قاری پر ابلاغ جملہ ترتیب کے مطابق ہو تو ایک معیاری ترجمہ بنتا ہے۔ ایک مذہبی کتاب کا ترجمہ کرتے وقت مترجم کو بہت احتیاط سے قلم اٹھانا پڑتا ہے۔ تیجا سنگھ کے ترجمے میں ابلاغ کے معیار کو دیکھتے ہیں کہ وہ قاری تک مکمل ابلاغ کے اصول میں کہاں تک کامیاب رہے ہیں۔

پہلی پوڑی کا شعر دیکھیے:

بھکھیا بھکھ نہ اُتری جے بنا پریآ بھار
سہس سیانپا لکھ ہوہ نہ اک نہ چلے نال[۳۵]

تیجا سنگھ کا ترجمہ دیکھیے:

بھوکے رہنے سے بھوک دور نہیں ہوتی۔ خواہ تمام دنیا کے بوجھ باندھ لیں۔ یعنی پیٹ سے بھوکے رہنے سے لالچی آدمی کا من نہیں بھرتا۔ خواہ اُس کو تمام دنیا کا مالک بنا دیویں۔ آدمی کے پاس اگر ہزاروں اور لاکھوں تدبیریں اور عقلیں ہوویں تو بھی اُس کے ساتھ ایک نہیں چلتی۔ یعنی پرماتما کے آگے اس انسان کی ایک بات بھی چلتی۔ خواہ کتنا بڑا بھی عقلمند اور چالاک کیوں نہ ہو۔[۳۶]

تیجا سنگھ نے ترجمہ کے لیے وضاحتی انداز اپنایا ہے۔ شعر کو مفہوم کے لحاظ سے ترجمہ کرتے نظر آتے ہیں۔ ابلاغ کے لحاظ سے دیکھا جائے تو لفظ ''دیویں'' ''ہوویں'' دو لفظ جو پنجابی زبان کے ہیں۔ ابلاغ میں رکاوٹ بنتے نظر آرہے ہیں اور شعر کے دوسرے مصرعے میں ''آدمی'' کے لیے کوئی لفظ نہیں استعمال کیا گیا جبکہ مترجم کے دوسرے مصرعے کا آغاز ''آدمی'' سے کیا ہے۔ اس کے علاوہ ترجمہ آسان عام فہم ہے۔ مفہوم کی ترسیل کافی حد تک ہو رہی ہے۔

ابلاغ ایک فطری عمل ہے۔ انسانی ذہن کی بھی مختلف کیفیتیں ہیں۔ اسی لیے فن پارے کے ابلاغ کی کیفیت بھی اُس کی ذہنی حالتوں کے پیش نظر مختلف ہوتی ہے اور یہ صورتِ حال ترجمے کے معیار کے حوالے سے بھی ہو سکتی ہے۔ مترجم نے دیانت سے نفس مضمون کا خیال رکھا ہے۔ کلام بابا گورونانک کا تیسرا ترجمہ خواجہ دل محمد نے کیا ہے۔

۹ فروری ۱۸۸۶ء میں ایک صوفی درویش انسان خواجہ نظام الدین کے ہاں پہلا بچہ ہوا۔ جس کا نام خواجہ دل محمد رکھا گیا۔ جس شخصیت نے بڑے ہو کر ریاضی دان، مقرر، ادیب، مترجم، نظم گو شاعر کی حیثیت سے نام کمایا۔ خواجہ دل محمد کا منظوم ترجمہ ''سکھ منی اور جپ جی صاحب'' کے نام سے منظر عام پر آیا۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

خواجہ دل محمد کا ترجمہ معانی و مفاہیم کے اعتبار سے فحوائے متن کے مطابق ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی لکھتے ہیں:

مترجم اصل فن پارہ کو اپنی زبان میں دوبارہ خلق کرتا ہے، اور اس طرح نہیں کہ وہ اصل فن پارے کو مار ڈالے اور پھر اس کو اپنی زبان میں زندہ کرے، نہ اس کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ وہ خود اصل فن پارے کا مصنف ہے اور اب وہ اس فن پارے کو ترجمے والی زبان میں لکھ رہا ہے۔(۳۷)

پندرھویں پوڑی کا شعر دیکھیے:

منے پاوہ موکھ دو آر
منے پروارے سادھار(۳۸)

خواجہ دل محمد کا منظوم ترجمہ دیکھیے:

من سے مانے گا جو اس پر من سے جو مانے گا اس کے
در مکتی کے کھلتے جائیں بچے بالے مکتی پائیں(۳۹)

خواجہ دل محمد نے ترجمے میں صحیح الفاظ کا چناؤ کیا ہے جس کی وجہ سے ترجمے کی خوبی بڑھ گئی ہے۔ نصیر احمد خان لکھتے ہیں:

ترجمہ میں صحیح الفاظ کا استعمال بہت اہمیت رکھتا ہے، اگر ایسا کرنے میں ہم ناکام رہے ہیں تو مرکزی خیال، مجموعی تاثر اور خیال کی شدت، تینوں چیزیں متاثر ہو سکتی ہیں۔(۴۰)

سولھویں پوڑی کا شعر دیکھیے:

جے کو کہے کرے ویچار
کرتے کے کرنے ناہی سمار(۴۱)

خواجہ دل محمد کا ترجمہ دیکھیے:

لاکھ کہے انسان مگر خالق کی خلقت کا اس کو
قدرت کی تھاہ نہ پائے گا انت شمار نہ آئے گا(۴۲)

کامیاب ترجمہ اسی صورت میں ممکن ہے جب لکھنے والے میں ذہن کے سفر کی صلاحیت ہو، اس کے ساتھ ساتھ ان کیفیات، احساسات اور محسوسات سے بھی گزر سکے جو اس تحریر کا ذریعہ اور وجہ بنی، ترجمہ میں لفظ ''تھاہ''

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

لفظ استعمال کیا گیا ہے۔جس کا اردو میں ترجمہ انتہا ہے، اس کے علاوہ اسی پوڑی میں ''انت'' لفظ استعمال کیا گیا ہے۔جس کو آسان لفظ اخیر سے لکھا جا سکتا تھا۔ علاوہ ازیں ''کار'' لفظ جو فارسی زبان کا ہے، استعمال کیا گیا ہے، لغت میں مترادفات تو موجود ہوتے ہیں لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ مترجم اور صحیح اور موزوں الفاظ کا انتخاب اور چناؤ کرے۔

اپنی زبان کے ادبی اور عملی سرمایے میں اضافے کے لیے ترجمے کا سہارا بھی لیا جاتا ہے۔ یہ اس وقت بے معانی ہو جاتا ہے۔ اصل متن سے مطابقت نہ ہونے سے مفہوم کچھ سے کچھ رہ جاتا ہے اور قاری اصل مفہوم تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا کامیاب ترجمہ وہی ہوگا جو جملہ خصوصیات پہ پورا اترتا ہوگا۔ ترجمہ دولسانی گروہوں کے درمیان اشتراک اور ربط پیدا کرتا ہے۔ یہ ربط اس وقت زیادہ مضبوط ہوگا جب یہ اصل متن سے مطابقت رکھتا ہوگا۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ لکھتے ہیں:

> مترجم ترجمہ کرنے والا وہ واحد فن کار ہے جس کا کام اصل سے مماثل بھی ہے اور مختلف بھی... تاہم نقال یا رقاص ترجمانی کے ساتھ ساتھ تخلیقی کام بھی کرتے ہیں۔(۴۳)

پہلی پوڑی کا شعر دیکھیے:

سوچے سوچ نہ ہووئی جے سوچی لکھ وار
چُپے چُپ نہ ہووئی جے لائے رہا لوتار(۴۴)

خواجہ صاحب کا ترجمہ دیکھیے:

سوچ کیے کب سوچ میں آئے چپ رہنے سے من کب چپ ہو
سوچ جو لاکھوں بار کریں چپکے دھیان ہزار کریں(۴۵)

شعر کا پہلا مصرع جس کا ترجمہ خواجہ صاحب نے اصل متن کے مطابق کیا ہے۔ اصل متن کے مطابق لفظوں کی خوب صورتی واضح ہے۔

ترجمے کا فن تخلیق سے زیادہ مشکل ہے کیوں کہ خیال کو تخلیق کرنے والا شاید اتنا نہیں سوچتا ہوگا۔ جتنا ایک مترجم کو سوچنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

> ترجمے کا کام یقیناً ایک مشکل عمل ہے۔ اس میں مترجم، مصنف کی شخصیت، فکر و اسلوب سے بندھا ہوتا ہے۔ ایک طرف اس زبان کا کلچر جس کا ترجمہ کیا جا رہا

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ہے۔ اسے اپنی طرف کھینچا ہے اور دوسری طرف اس زبان کا کلچر جس میں ترجمہ
کیا جا رہا ہے۔ یہ دوئی خود مترجم کی شخصیت کو توڑ دیتی ہے۔(۴۶)

پانچویں پوڑی کا شعر دیکھیے:

تھا پیا نہ جائے کیتا نہ ہوئے
آپے آپ نرنجن سوئے(۴۷)

خواجہ صاحب کا ترجمہ دیکھیے:

کون کرے بت قائم اس کا آپ سے آپ نرنجن ہے وہ
کون بنانے والا ہے اس مایا سے بالا ہے(۴۸)

خواجہ صاحب کا ترجمہ فصاحت اور بلاغت کے لحاظ سے اصل سے مطابقت رکھتا ہے۔ ترجمہ میں اس قسم کی خوب صورتی لے کر آتا ہے کہ قاری مصنف کے خیالات تک بآسانی پہنچ جائے۔ یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔

سہیل احمد خان لکھتے ہیں:

ترجمہ کرنے والا دونوں زبانوں کا متنوع اسالیب سے واقف ہوتا کہ ہر قسم کے
اسلوب کے لیے کو متبادل اسلوب تلاش کر سکے۔(۴۹)

انیسویں پوڑی کا شعر دیکھیے:

جو فرمائے
تو تو پاہ(۵۰)

خواجہ دل محمد کا منظوم ترجمہ دیکھیے:

ویسا ویسا ملتا ہے ملتا ہے جو کہتا ہے
وہ جیسا جیسا کہتا ہے جو کہتا ہے مل رہتا ہے(۵۱)

مترجم نے ترجمہ فحوائے متن کے عین مطابق کیا ہے۔ مگر الفاظ کو بار بار دوہرا کر ترجمہ کو خوامخواہ لمبا کرنے کی کوشش کی ہے۔

ڈاکٹر فاخرہ نورین لکھتی ہیں:

ترجمہ ایک ایسی مشقت ہے جو مترجم سے ہر سطح کی قربانی کا تقاضا کرتی ہے۔
ادبی سطح پر اگر مترجم اس تخلیق کو اپنے نام معنون نہیں کر سکتا تو تخلیقی سطح پر وہ مصنف

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اور دراصل متن سے وفاداری کا ہر ممکن حد تک پابند ہوتا ہے۔(۵۲)

ترجمے کے ساتھ ایک المیہ یہ ہے کہ اسے طبع زاد کی نسبت دوسرے درجے کی چیز خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ کسی نہ کسی صورت اصل اظہار کو مجروح کر دیتا ہے۔ دوسری زبانوں کے الفاظ لسانی تشکیلات میں پوشیدہ مفہوم کو منتقل کرنا مشکل امر ہے۔ خواہ یہ امر مکمل طور پر ممکن نہیں ہے لیکن مترجم کو ایمانداری کے ساتھ مصنف کے خیال تک رسائی حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

ساتویں پوڑی کا شعر دیکھیے:

جے تس ندر نہ آوئی
ت وات نہ پچھے کے(۵۳)

خواجہ صاحب کا ترجمہ دیکھیے:

جس پر رب کی مہر نہ ہو بات نہ اس کی پوچھے کوئی
جو حشم کرم سے دور رہے راندہ ہو مقہور رہے(۵۴)

ترجمہ ترسیل اور ابلاغ کی ایسی صورت ہے جو اصل اظہار کو کسی نہ کسی سطح پر ضرور مجروح کر دیتا ہے۔ اس لیے مترجم کو انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ مندرجہ بالا شعر کے ترجمہ میں ''راندہ'' لفظ جو فارسی زبان کا ہے استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے لیے شعر کے دوسرے مصرع کے ترجمہ میں ''راندہ ہو مقہور رہے'' اضافی لائن لکھی گئی ہے۔ جس کا ترجمہ کے مفہوم پر تو کوئی اثر نہیں پڑ رہا مگر یوں محسوس ہوتا ہے کہ مترجم نے ترجمہ کی خوب صورتی برقرار کرتے کرتے ایک وضاحتی انداز اپنایا گیا ہے۔ جس سے قاری کے لیے ترجمہ سمجھنے کے لیے جھنجھلاہٹ کی صورت بھی بن سکتی ہے۔ مفہوم بیان کرنا سب سے زیادہ آسان ہے کیوں کہ اس میں پابندی نہیں ہوتی۔ مترجم کے لیے آسانی ہوتی ہے کہ وہ اصل کو سمجھ کر اپنی زبان میں اپنے طور پر اسے بیان کر دیں۔ با محاورہ شعری ترجمہ کرنا ایک الگ عمل ہے۔

گورونانک سکھ مذہب کے بانی ہیں ان کا کلام مذہبی اور فلسفیانہ کلام ہے جو گروگرنتھ میں درج ہے۔ گروگرنتھ کا آغاز ''جپ جی'' سے ہوتا ہے۔ جسے دنیا بھر میں بہت سے لوگ صبح کے سہانے وقت میں شوق سے پڑھتے ہیں۔ کلام ''جپ جی'' میں گورونانک صاحب نے واحدنیت کے ساتھ ساتھ مساوات امن و بھائی چارے کا درس دیا ہے۔ اور انسانیت کو ترجیح دی۔

بابا گورونانک نے لاہور کے قریب رائے بھوئے دی تلونڈی موجودہ ننکانہ صاحب میں جنم لیا۔ جہاں دنیا

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

بھر سے سکھ مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے آتے ہیں اس کے علاوہ دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی عقیدت واحترام سے گوردوارے میں حاضری دیتے ہیں۔

کلام جپ جی کی اصل زبان گرمکھی ہے۔ جسے مختلف مترجمین نے اردو زبان میں منتقل کیا ہے تاکہ سکھ مذاہب کے علاوہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی بابا گورونانک کے پر اثر کلام کو سمجھ سکیں۔جس میں سردار گنڈا سنگھ مشرقی کا ترجمہ ''جپ جی'' کے تراجم میں اولین کاوش میں سے ہے۔مشرقی صاحب کا ترجمہ اردو ادب میں گراں قدر اضافہ ہے۔ جپ جی مذہبی اور فلسفیانہ مباحث پر مشتمل کلام ہے۔ جسے مشرقی صاحب نے اس انداز میں پیش کیا ہے کہ بابا گورونانک کے کلام کے مفاہیم کو سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔مشرقی صاحب نے کوشش کی ہے کلام کی خوب صورتی ترجمے میں بھی برقرار رہے۔ زبان و بیان کے حوالے سے اکثر جگہ عربی، فارسی، سنسکرت، دیگر زبانوں کے الفاظ دیکھنے کو ملے ہیں جس کے لیے لغت کا سہارا لینا پڑا ہے۔ ابلاغ کے معیار کی بات کی جائے تو بے حد آسان عام فہم ابلاغ استعمال کیا گیا ہے۔فحوائے متن کے لحاظ سے اعلیٰ ترجمے کی مثال ہے جو مفہوم کی ترسیل میں اصل متن کے کافی حد تک قریب نظر آئے ہیں۔

دوسرا اہم ترجمہ سوڈھی تیجا سنگھ کا اردو ترجمہ جس کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ ترجمے کا وسیلہ ایسی حقیقت ہے۔جس میں فلسفیانہ نظریات، کہانیاں ایک ذہن سے دوسرے ذہن تک پہنچانے کے لیے ترجمے کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ تیجا سنگھ کے ترجمے کو زبان و بیان کے حوالے سے پرکھا جائے تو دوسری زبانوں کے بے شمار الفاظ ترجمے میں استعمال کیے گئے ہیں جس کی وجہ سے ابلاغ میں اکثر جگہ دقت رہی ہے۔لغت کا سہارا لینا پڑا ہے۔

ترجمے میں تشریحی انداز استعمال کیا گیا ہے جس سے اکثر جگہ آسان بات خواہ مخواہ مشکل محسوس ہوئی۔ دقیق اصطلاحات کا استعمال عام دیکھنے کو ملا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ انھوں نے یہ عمل ترجمے کی خوب صورتی کو برقرار رکھنے کے لیے کیا ہے۔

خواجہ دل محمد نے ترجمہ اس انداز میں پیش کیا ہے کہ مفاہیم بآسانی سمجھ میں آجاتے ہیں ترجمہ رواں اور سہل ہے مگر فحوائے متن کے لحاظ سے اکثر جگہ پر مصرعوں کی ترتیب کا خیال نہیں رکھا گیا۔ کیوں کہ ترجمہ خواجہ صاحب نے شعری انداز میں کیا ہے۔ اس لیے اکثر مقامات پر شعر کے وزن کو برابر رکھنے کے لیے اضافی الفاظ کا سہارا لیا ہے۔لیکن مجموعی طور پر دیکھا جائے تو شعری انداز میں کیا گیا خواجہ صاحب کا ترجمہ بے نظیر ہے۔ مترجم کا دوسرے مذہب کی کتاب کا اردو ترجمہ کرنا کلام سے گہری وابستگی کی دلیل ہے۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

حواشی

۱۔ صوبیدار نارائن سنگھ (مترجم)، ''دیوانِ مشرقی''، از سردار گنڈا سنگھ مشرقی، (نئی دہلی: نارائن سنگھ میموریل سوسائٹی، ۱۹۸۹ء)، ص۶، طبع اوّل

۲۔ ایضاً، ص۶

۳۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، ''مغرب میں نثری تراجم''، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸ء)، ص۵۰

۴۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، از بھائی چتر سنگھ جیون سنگ، (امرتسر: تاجرانِ کتب، س ن)، ص۹

۵۔ گنڈا سنگھ مشرقی (مترجم)، ''جپ جی صاحب''، (روپڑ: گرنتی باغ میموری سوسائٹی، س ن)، ص۱۰

۶۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص۱۲

۷۔ سردار گنڈا سنگھ مشرقی (مترجم)، ''جپ جی صاحب''، ص۳۷

۸۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص۱۲

۹۔ سردار گنڈا سنگھ مشرقی (مترجم)، ''جپ جی صاحب''، ص۴۳

۱۰۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص۱۴

۱۱۔ سردار گنڈا سنگھ مشرقی (مترجم)، ''جپ جی صاحب''، ص۴۶

۱۲۔ الحاج محمد امین بھٹی، ''اظہر اللغات''، (لاہور: اظہر پبلشرز، س ن)، ص۸۵۸

۱۳۔ شمس الرحمٰن فاروقی، ''تعبیر کی شرح''، (کراچی: اکادمی بازیافت، ۲۰۰۴ء)، ص۱۴۱۔۱۴۲

۱۴۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص۱۲

۱۵۔ سردار گنڈا سنگھ مشرقی (مترجم)، ''جپ جی صاحب''، (ناشر و سنِ اشاعت ندارد)، ص۴۰

۱۶۔ مسعود الحق، ''اُردو ترجمہ: آداب و مسائل ایک مکالمہ''، مشمولہ ''فن ترجمہ کاری''، مرتبہ: محمد صفدر رشید، (اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۱۵ء)، ص۳۸۴

۱۷۔ پروفیسر نذیر صدیقی، ''اُردو ادب کے مغربی دریچے''، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۵ء)، ص۱۰

۱۸۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص۱۲

۱۹۔ سردار گنڈا سنگھ مشرقی (مترجم)، ''جپ جی صاحب''، ص۳۷

۲۰۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص۱۲

۲۱۔ سردار گنڈا سنگھ مشرقی (مترجم)، ''جپ جی صاحب''، ص۴۲

۲۲۔ حسن الدین احمد، ''فن ترجمہ''، مشمولہ ''فنِ ترجمہ کاری''، مرتبہ: صفدر رشید، ص۱۱۸

۲۳۔ محمد اقبال، ''تفکیر پر تجدید نظر''، مترجم: ڈاکٹر سمیع الحق، (لاہور: مکتبہ جمال، ۲۰۱۶ء)، ص۶

۲۴۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص۱۲

۲۵۔ سوڈھی تیجا سنگھ، مترجم: سندر گٹکا سٹیک، ص۶

۲۶۔ سیّد غفران الجیلی، ''فنِ ترجمہ کے اصول و مبادیات'' مشمولہ ''ترجمہ، روایت اور فن''، مرتبہ: نثار احمد قریشی، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء)، ص۸

۲۷۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص۱۲

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

۲۸۔ سوڈھی تیجا سنگھ، مترجم: سندر گٹکا سٹیک، ص ۷
۲۹۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص ۱۶
۳۰۔ سوڈھی تیجا سنگھ، مترجم: سندر گٹکا سٹیک، ص ۱۰
۳۱۔ ظہور الدین، ''ترجمہ نگاری''، مشمولہ ''فنِ ترجمہ کاری''، مرتبہ: صفدر رشید، ص ۱۳
۳۲۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص ۱۲
۳۳۔ سوڈھی تیجا سنگھ، مترجم: سندر گٹکا سٹیک، ص ۷
۳۴۔ بلال احمد زبیری، ''سماجی علوم کا ترجمہ مسائل اور شکایت''، مشمولہ ''اُردو زبان میں ترجمے کے مسائل''، مرتبہ: اعجاز راہی، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء)، ص ۱۲۵
۳۵۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص ۱۲
۳۶۔ سوڈھی تیجا سنگھ، مترجم: سندر گٹکا سٹیک، ص ۶
۳۷۔ شمس الرحمان فاروقی، ''دریافت اور باریافت''، مشمولہ ''فنِ ترجمہ کاری''، مرتبہ صفدر رشید، ص ۳۶
۳۸۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص ۲۸
۳۹۔ ایضاً، ص ۲۹
۴۰۔ نصیر احمد خان، ''ترجمہ اور لسانیات''، مشمولہ ''فنِ ترجمہ کاری''، مرتبہ صفدر رشید، ص ۱۷۱
۴۱۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص ۳۰
۴۲۔ ایضاً، ص ۳۱
۴۳۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، ''مغرب سے نثری تراجم''، (اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸ء)، ص ۷
۴۴۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص ۱۴
۴۵۔ ایضاً، ص ۱۳
۴۶۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، ''ارسطو سے ایلیٹ تک''، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۳ء)، ص ۱۳، طبع ہفتم
۴۷۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص ۱۶
۴۸۔ ایضاً، ص ۱۷
۴۹۔ سہیل احمد خان، ''ادبی ترجمے کے مسائل''، مشمولہ ''فنِ ترجمہ کاری''، مرتبہ صفدر رشید، ص ۲۴۵
۵۰۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص ۳۸
۵۱۔ ایضاً، ص ۳۹
۵۲۔ ڈاکٹر فاخرہ نورین، ''ترجمہ کاری''، مشمولہ ''فن ترجمہ کاری''، مرتبہ صفدر رشید، ص ۱۱۴
۵۳۔ خواجہ دل محمد (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، ص ۲۰
۵۴۔ ایضاً، ص ۲۱

مآخذ

۱۔ سنگھ، نارائن، صوبیدار (مترجم)، ''دیوانِ مشرقی''، از سردار گنڈا سنگھ مشرقی، نئی دہلی: نارائن سنگھ میموریل سوسائٹی، ۱۹۸۹ء، طبع اوّل

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۲۔ انجلی، سیّد غفران، ''فنِ ترجمہ کے اصول و مبادیات'' مشمولہ ''ترجمہ، روایت اور فن''، مرتبہ: نثار احمد قریشی، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء

۳۔ احمد، حسن الدین، ''فنِ ترجمہ'' مشمولہ ''فنِ ترجمہ کاری''، مرتبہ: صفدر رشید، اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۱۵ء

۴۔ اقبال، محمد، ''تفکیر پر تجدیدِ نظر''، مترجم: ڈاکٹر سمیع الحق، لاہور: مکتبۂ جمال، ۲۰۱۶ء

۵۔ بیگ، حامد، مرزا، ڈاکٹر، ''مغرب میں نثری تراجم''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸ء

۶۔ بھٹی، الحاج محمد امین، ''اظہر اللغات''، لاہور: اظہر پبلشرز، س ن

۷۔ جالبی، جمیل، ڈاکٹر، ''ارسطو سے ایلیٹ تک''، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۳ء، طبع ہفتم

۸۔ خان، سہیل احمد، ''ادبی ترجمے کے مسائل'' مشمولہ ''فنِ ترجمہ کاری''، مرتبہ صفدر رشید، محولۂ بالا

۹۔ خان، نصیر احمد، ''ترجمہ اور لسانیات'' مشمولہ ''فنِ ترجمہ کاری''، مرتبہ صفدر رشید، محولۂ بالا

۱۰۔ زبیری، بلال احمد، ''سماجی علوم کا ترجمہ مسائل اور شکایت'' مشمولہ ''اُردو زبان میں ترجمے کے مسائل''، مرتبہ: اعجاز راہی، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء

۱۱۔ سنگھ، سوڈھی تیجا (مترجم)، ''سندر گٹکا سٹیک''، ناشر و سنہ اشاعت ندارد

۱۲۔ صدیقی، نذیر، پروفیسر، ''اُردو ادب کے مغربی دریچے''، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۵ء

۱۳۔ ظہور الدین، ''ترجمہ نگاری''، مشمولہ ''فنِ ترجمہ کاری''، مرتبہ: صفدر رشید، محولۂ بالا

۱۴۔ فاروقی، شمس الرحمٰن، ''تعبیر کی شرح''، کراچی: اکادمی بازیافت، ۲۰۰۴ء

۱۵۔ ـــــــ، ''دریافت اور بازیافت''، مشمولہ ''فنِ ترجمہ کاری''، مرتبہ صفدر رشید، محولۂ بالا

۱۶۔ محمد، دل، خواجہ (مترجم)، ''جپ جی اور سکھ منی''، از بھائی چتر سنگھ جیون سنگ، امرتسر: تاجرانِ کتب، س ن

۱۷۔ مسعود الحق، ''اُردو ترجمہ: آداب و مسائل ایک مکالمہ''، مشمولہ ''فن ترجمہ کاری''، مرتبہ: محمد صفدر رشید، محولۂ بالا

۱۸۔ مشرقی، گنڈا سنگھ (مترجم)، ''جپ جی صاحب''، روپڑ: گرنتی باغ میموری سوسائٹی، س ن

۱۹۔ نورین، فاخرہ، ڈاکٹر، ''ترجمہ کاری''، مشمولہ ''فن ترجمہ کاری''، مرتبہ صفدر رشید، محولۂ بالا